© rasailojaraid.com

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سنت نبوی آٹھ ہی ہے۔ تو پھر حضرت عمرؓ نے بیس کہاں سے لے لیں۔ اور کیونکر ان کو مقرر کر دیا۔ تمام صحابہ اور خلفاء نے سنت نبوی کو نظر انداز کر کے بیس پر کیسے اجماع کر لیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ صحابہ ایسی جسارت کریں۔ (مولانا۔ یا تو آٹھ سنت نبوی نہیں۔ یا پھر بیس پر اجماع نہیں)

جب سنت نبوی بقول آپ کے آٹھ ہی رکعت ہیں۔ تو بجائے یہ کہنے کے کہ حضرت عمرؓ نے بیس جاری کیں، کیا یہ کہنا زیادہ قرین قیاس نہیں کہ حضرت عمرؓ نے آٹھ ہی جاری کی تھیں۔ کیونکہ اوّلاً تو مسنون تعداد آٹھ ہی ہے۔ ثانیاً اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ آٹھ جاری کرتے۔ ثالثاً روایت کے اعتبار سے ثابت بھی یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے آٹھ ہی پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جیساکہ مؤطا امام مالک کی سائب بن یزید کی روایت سے ظاہر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عن السائب بن یزید انہ قال امر عمرؓ ابی بن کعب و تمیماً الداری ان یقوما الناس فی رمضان باحدی عشر رکعات (الحدیث)

حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

قال الباجی لعل عمر اخذ ذالک من صلوٰۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

باجی نے کہا، حضرت عمرؓ نے آٹھ کی تعداد شاید صلوٰۃ رسول سے لی ہے (تنویر الحوالک)

عن مالک انہ الذی جمع علیہ الناس عمر بن الخطاب احب الی وھو احدی عشر رکعۃ وھی صلوٰۃ رسول اللہ علیہ وسلم قیل لہ احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر۔ قال نعم وثلث عشرۃ قریب۔ قال ولا ادری من این احدث ھذا الرکوع الکثیر۔

امام مالکؒ نے فرمایا جتنی رکعتوں پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا وہ مجھے زیادہ پیاری ہیں، اور وہ گیارہ رکعت ہی ہیں، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے، ان سے پوچھا گیا، گیارہ رکعت مع وتر کہا ہاں اور تیرہ رکعت قریب ہے اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ بہت سارے رکوع یعنی رکعتیں کہاں سے ایجاد کر لی گئی ہیں۔ (المصابیح فی صلوٰۃ التراویح للسیوطی)

© rasailojaraid.com